قرآن کریم - مغربی تہذیب کے لیے سب سے بڑا چیلنج

ظفر الاسلام اصلاحی

مغربی تہذیب دراصل یہودی سوچ اور صہیونی فکر ہے جسے نصاریٰ اپنے ملکوں میں رائج کیے ہوئے ہیں اور پوری دنیا میں اس کے اثرات پھیلانا چاہتے ہیں اور بہت سے ممالک میں پھیل بھی گئے ہیں۔ یہ تہذیب خدا فراموشی، بداعمالی، اخلاقی گراوٹ، جنسی بے راہ روی، بے حیائی و فحاشی، مال و زر کی حرص و ہوس، صارفانہ ذہن کی پختگی، نسلی غرور و تکبر، کمزوروں کے ساتھ ناانصافی و زیادتی، حقوق انسانی کے دوہرے معیار، اپنے مخالفین کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈے، آزادیِ رائے کے نام پر دوسروں کی دل آزاری اور جمہوریت کے قیام کے بہانے دوسرے ملکوں پر فوج کشی اور غاصبانہ قبضہ اور قتل و غارت گری کی گرم بازاری سے عبارت ہے۔ یہ تہذیب نہ تو جدید دور کی دین ہے اور نہ انسانی تمدن کی ترقی کی نشانی۔ درحقیقت یہ قدیم رومن تہذیب کا چربہ یا نیا ایڈیشن ہے جس کے مآخذ میں قدیم یونانی، مصری، فینیشی، اسرائیلی، آشوری، بابلی اور سومیری تہذیب شامل تھیں۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ یہ تہذیب اپنی نئی شکل میں ان قوموں یا گروہوں کی رائج کردہ ہے جو گمراہیوں اور بداعمالیوں کی وجہ سے غضبِ الٰہی کے مستحق ہوئے جو خود راہِ حق سے منحرف ہوئے اور دوسروں کو بھی منحرف کیا یا کر رہے ہیں۔ قرآن کریم کی اصطلاح میں یہ "مغضوب علیهم و الضالین" ہیں۔ لبِ لباب یہ کہ مغربی تہذیب کی پرورش و پرداخت میں موجودہ دور کے یہود و نصاریٰ امِ سابقہ کی پیروی کر رہے ہیں اور خود مغربی مورخین کی تحقیق یہی ہے جیسا کہ ڈاکٹر محمد ذکی نے اپنی معروف کتاب (مغربی تہذیب - آغاز و انجام) میں بہت تفصیل سے اس پر روشنی ڈالی ہے۔

اس وقت صورتحال یہ ہے کہ مغربی تہذیب کے علم برداران بالخصوص امریکہ و برطانیہ اسے پھیلانے کے لیے ہر ممکن ذریعہ اختیار کررہے ہیں حتی کہ اس کے لیے طاقت کے استعمال سے بھی گریز نہیں کررہے ہیں۔ اس تہذیب کے پیشوایان کسی ملک میں اپنی سیاسی بالادستی قایم کرکے اپنی تہذیب کا اثر بڑھارہے ہیں اور کہیں مختلف ذرائع سے اپنی فکر وتہذیب کو پھیلاکر اپنا سیاسی واقتصادی نظام نافذ کرنا چاہتے ہیں اور آجکل New World Order اور Globalization کے پیرایہ میں اقتصادی وسیاسی تسلط جمانے اور تہذیبی یلغار کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔ اپنی اس مہم میں مغربی تہذیب کے علمبرداران ان تمام چیزوں کی مخالفت کرتے ہیں جو اس تہذیب کے اثرات کو روکنے والی یا کم کرنے والی ہیں اور ان تمام اقدار، تعلیمات اور قوانین کو ناپسند کرتے ہیں اور لوگوں کو ان سے متنفر کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو مغربی تہذیب کی کاٹ کرنے والے ہیں اور اسکے برخلاف ایسی تہذیب کو فروغ دینے والے ہیں جو حق وانصاف کی داعی ہے اور جس کی جلو میں انسانی، مذہبی اور اخلاقی قدریں پروان چڑھتی ہیں۔ اس حقیقت کو معلوم کرنے کے لیے کسی ریسرچ وتحقیق کی ضرورت نہیں کہ مغربی تہذیب کا اگر کوئی دوسری تہذیب مقابلہ کرنے والی ہے تو وہ اسلامی تہذیب ہے جو قرآن وسنت پر مبنی ہے اس لیے کہ باقی تہذیبیں یا تو مغربی تہذیب میں ضم ہوگئی ہیں یا رفتہ رفتہ اسی کے اثرات میں ڈوبتی جارہی ہیں۔ اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ اس تہذیب کے بھیانک نتائج سے اگر کوئی نظام انسانوں کو محفوظ رکھنے والا ہے تو وہ قرآن کا دیا ہوا نظام ہے، اس کے اثرات بد کے ازالہ کے لیے اگر کوئی تریاق فراہم کرنے والا ہے تو وہ یہی ہدایت نامہ ہے۔ اس تہذیب کے رہنماؤں وہمنواؤں کی زیادتی وناانصافی، قتل وغارت گری اور ایذارسانی کے شکار اہل اسلام کو اگر ہمت وحوصلہ مندی، صبرو استقلال اور سخت سے سخت آزمائش میں دین و شریعت پر جمے رہنے کی قوت نصیب ہوتی ہے تو اسی کتاب مبین کی دی ہوئی ہدایات و تعلیمات سے۔ ان سب سے اہم یہ کہ اسلام اور اہل اسلام کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈے کے تمام ذرائع استعمال کرنے کے باوجود جو چیز خود اہل مغرب کو اسلام سے

قریب لارہی ہے اور انہیں ایمان کی سعادت نصیب کررہی ہے وہ یہی کتاب ہدایت و رحمت ہے۔اس لیے بلا تکلف یہ کہا جاسکتا ہے کہ آج مغربی تہذیب کے لیے سب سے بڑا چیلنج قرآن کریم ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ساری سازشوں اور مال ودولت اور قوت و طاقت کے بیجا استعمال کے باوجود اہل مغرب اس چیلنج کا جواب نہیں دے پارہے ہیں اس لیے کہ قرآن مجید کی تعلیمات حق وصداقت پر مبنی ہیں، یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں سے تعلق قایم کرنے کا بالکل فطری وآسان طریقہ سکھاتا ہے، اس کے اصول وضوابط حقوق انسانی کے محافظ ہیں اور امن عالم کی ضمانت دینے والے ہیں اور اس کی تعلیمات انسانوں کے دلوں میں گھر کرنے والی ہیں۔یہاں قرآن مجید کی کچھ اہم خصوصیات کو خود قرآن کے حوالے سے مختصراً واضح کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے:

قرآن کریم وہ راہ دکھانے والا ہے جو بالکل سیدھی ہے اور اس میں کوئی کجی نہیں ہے اور یہ حق وباطل میں فرق واضح کرنے والا ہے۔

ان هذا القرآن يهدى للتى هى اقوم (بنی اسرائیل/ ۷)	بے شک یہ قرآن وہ راستہ دکھانے والا ہے جو بالکل سیدھا ہے۔
تبارک الذی نزل الفرقان علی عبده ليكون للعٰلمين نذيراً (الفرقان/۱)	بڑی بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر حق وباطل کے درمیان امتیاز کردینے والی کتاب اتاری تاکہ وہ دنیا والوں کے لیے خبر کردینے والا ہو

یہ وہ کتاب ہے جو سارے انسانوں کے لیے بہترین نصیحت ہے، انہیں گمرہی کی تاریکی سے نکال کر ہدایت کی روشنی تک پہنچانے والی اور کامیابی کی ضمانت دینے والی ہے۔

يا ايها الناس قد جاء تكم موعظة من ربكم وشفاء لما فى الصدور وهدى ورحمة للمؤمنين (یونس/ ۵۷)	اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آگئی ہے اور یہ دلوں کی امراض کی شفا ہے اور ہدایت کا ذریعہ ہے اور مومنین کے لیے رحمت ہے۔

الرا. کتاب انزلناه الیک لتخرج الناس من الظلمٰت الی النور (ابراہیم/۱-۲)

الرا۔ یہ کتاب ہے جو ہم نے تمہاری طرف اس لیے اتاری ہے کہ تم لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لاؤ

یہ کتاب اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق کی وضاحت کرتی ہے اور ان کی ادائیگی کا سیدھا سادہ طریقہ بتاتی ہے۔

ان اللّٰہ ربی و ربکم فاعبدوه هذا صراط مستقیم (الزخرف/۶۴)

بے شک اللہ میرا اور تم سب کا رب ہے۔ پس اس کی بندگی بجالاؤ، یہی سیدھا راستہ ہے۔

واعبدوا اللّٰہ ولا تشرکوا به شیئا وبالوالدین احسانا وبذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین والجار ذی القربی والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وماملکت ایمانکم ان اللّٰہ لایحب من کان مختالا فخوراً (النساء/۳۶)

اور تم سب اللہ کی پیروی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو اور یتیموں و مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور پڑوسی رشتہ دار سے، اجنبی ہمسایہ سے، پہلو کے ساتھی اور مسافر سے اور ان (کنیزوں وغلاموں) سے جو تمہارے قبضہ میں ہوں احسان کا معاملہ کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کسی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو مغرور ہو اور فخر کرنے والا ہو۔

قرآن کریم مسلمانوں کے لیے ہر معاملہ میں نہ صرف بہترین رہنما ہے بلکہ ہر حالت میں ان کی ہمت وقوت کا سرچشمہ ہے اور مصیبت وآزمائش میں ان کے صبر وثبات کا ذریعہ ہے۔

لتبلون فی اموالکم وانفسکم ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم و من الذین اشرکوا اذی کثیرا وان تصبروا وتتقوا فان ذالک من عزم الامور۔ (آل عمران/۱۸۶)

تم لوگوں کو مال وجان دونوں کی آزمائشیں پیش آکر رہیں گی اور تم لوگ اہل کتاب اور مشرکین سے بہت سی تکلیف دہ باتیں سنو گے، اگر ان سب حالات میں صبر واور خداترسی کی روش پر قایم رہو تو یہ بڑے حوصلہ کا کام ہے۔

ولا تھنوا ولا تحزنوا انتم الاعلون ان کنتم مومنین (آل عمران/۱۳۹)	دل شکستہ نہ ہو اور غم نہ کرو، تم ہی لوگ سر بلند ہو گے اگر سچے مومن بن جاؤ۔

یہ کتاب اپنے ماننے والوں کو دین کی راہ میں مالی و جانی قربانی کی ترغیب دیتی ہے اور دشمنوں سے مقابلہ کے لیے ہر ممکن تیاری کی تاکید کرتی ہے۔

انفروا خفافا وثقالا وجاهدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل الله ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون. (التوبہ/۴۱)	نکلو خواہ ہلکے ہو یا بوجھل اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم اس کی حقیقت جان لو۔
واعدوا لھم مااستطعتم من قوة ومن رباط الخیل (الانفال/٦٠)	اور تم لوگ جہاں تک تمہارا بس چلے طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے ان کے مقابلہ کے لیے مہیا رکھو۔

قرآن مجید کی یہی وہ خصوصیات ہیں اور ان پر صدق دل سے ایمان لانے والے لوگ ہیں جن سے مغربی تہذیب کے نمائندگان خوف کھاتے ہیں اور ان کے اثرات کم کرنے کے لیے ہر حیلہ وحربہ اختیار کرتے ہیں۔ سچ بات یہ ہے کہ اسلامی و مغربی تہذیب میں کوئی قدر مشترک نہیں۔ اس لیے کہ جو چیزیں (مذہبی، اخلاقی وانسانی اقدار) مشترک ہو سکتی تھیں انہیں اہل مغرب نے یا تو بالائے طاق رکھ دیا ہے یا ان کے معنی ومفہوم کو بدل ڈالا ہے۔ اس نکتہ کی کچھ وضاحت یہاں ضروری معلوم ہوتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ مغربی تہذیب کو جس فکر سے غذا ملتی ہے اس میں مذہب ہر شخص کا نجی یا پرائیوٹ معاملہ ہے، اس کا دائرہ صرف کلیسا یا خدا کے گھر تک محدود ہے، اسے انسان کی سماجی، معاشی وسیاسی زندگی میں دخل دینے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ بالفاظ دیگر اس تہذیب کی رو سے انسانی زندگی کے مختلف شعبوں میں مذہبی قیود و اخلاقی حدود کا کوئی تصور نہیں وہ تو انسان کو شتر بے مہار کی طرح دیکھنا چاہتی ہے۔ اس کے برخلاف قرآن مذہب کو ہر معاملہ میں دخیل قرار دیتا ہے اور اس کی رو سے انسان کی بھلائی اسی میں ہے کہ وہ زندگی کے ہر شعبہ میں مذہبی قانون کا پابند رہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب اہل اسلام مغربی تہذیب کے

لوازمات کو قرآن وسنت کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں اور ان چیزوں کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے جو ان پر پوری نہیں اترتیں تو اہل مغرب تلملا اٹھتے ہیں اور اس طرز فکر کو اپنے لیے بڑا چیلنج سمجھتے ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم انسانی زندگی کا مقصد ایمان وعمل صالح کے ذریعہ رضائے الٰہی کا حصول قرار دیتا ہے اور اسی اعتبار سے انسان کی کامیابی و ناکامی کا پیمانہ مقرر کرتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا وعملوا الصّٰلحٰت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر (العصر/۱-۳)	زمانہ کی قسم انسان درحقیقت خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔

دوسری جانب مغربی تہذیب کا یہ خاصہ ہے کہ وہ مادی خوشحالی کو انسان کی معراج بتاتی ہے اور انسان کی کامیابی و ناکامی اسی پیمانہ سے ناپتی ہے، وہ اس سے کوئی غرض نہیں رکھتی کہ یہ خوشحالی کس طرح حاصل کی جائے۔ اس کے حصول کے لیے حقوق انسانی کی پامالی ہو اس میں کوئی حرج نہیں، اس کے لیے مکروفریب سے کام لیا جائے یا زورزبردستی کا طریقہ اپنایا جائے سب کچھ اس میں روا ہے۔

قرآن عظیم طاقتور وکمزور، امیر وغریب اور اپنے وغیر ہر ایک کے ساتھ انصاف کا معاملہ کرنے پر زور دیتا ہے اور اپنے ماننے والوں کو واضح ہدایت دیتا ہے کہ کسی کی دشمنی اس راہ میں آڑے نہ آنے پائے بلکہ دشمنوں ومخالفوں کے ساتھ بھی عدل وانصاف کے تقاضے اچھی طرح پورے کیے جائیں، اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

یا ایھا الذین آمنوا کونوا قوامین للّٰہ شھداء بالقسط ولایجرمنکم شنآن قوم علی الاّ تعدلوا۔ اعدلوا ھو اقرب للتقوی (المائدہ/۸)	اے ایمان والو اللہ کی خاطر درستی پر قایم رہنے والو اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کردے کہ انصاف سے پھر جاؤ۔ عدل کرو، یہ خداترسی سے زیادہ قریب ہے۔

دوسری جانب اہل مغرب کی تہذیب میں کمزوروں، غریبوں ومخالفوں کے ساتھ منصفانہ برتاؤ ضروری نہیں۔ ان کے ساتھ ظلم وزیادتی کا معاملہ نہ تو جرم ہے اور نہ حقوق انسانی کے خلاف۔ مغربی تہذیب کے ان مظاہر یا نتائج کے بہت سے شواہد پیش کیے جاسکتے ہیں لیکن ماضی قریب میں چیچنیا، سربیا، بوسنیا، فلسطین، افغانستان اور عراق میں اہلِ اسلام کے ساتھ جو ظلم وستم روا رکھا گیا اور خود امریکہ وبرطانیہ میں محض شک وشبہ کی بنیاد پر بہت سے مسلم شہریوں اور جیلوں میں افغانستان وعراق کے مسلم قیدیوں کے ساتھ حکومت اوراس کی پولس وفوجی افسران کی جانب سے جو انتہائی شرمناک اور اذیت ناک واقعات ظہور میں لائے گئے وہ مغربی تہذیب کا چہرہ بے نقاب کرنے کے لیے کافی ہیں۔ اسی طرح عورت کے باب میں بھی مغربی تہذیب کے نتائج انسانی معاشرہ کے لیے بہت خطرناک اور خود عورت کی عزت وآبرو کے لیے تباہ کن ہیں، یہ بات بخوبی معروف ہے کہ مغربی تہذیب جنسی بے راہ روی کو فروغ دیتی ہے وہ غیر شادی شدہ عورت کے ماں ہونے کو معیوب نہیں سمجھتی، اس تہذیب میں عورت محض ایک بازاری جنس یا تفریح کا سامان بن کر رہ گئی ہے جو اس کی باعزت زندگی کو تارتار کرنے والی ہے۔ اس تہذیب کے دلدادگان کے یہاں عورت کے لیے حجاب یا پردہ کی پابندی کا کوئی سوال نہیں، اس لیے کہ وہ بے پردگی، عورت کی جسمانی نمائش اور بے شرمی کے مظاہرہ کو تہذیب کی ترقی کی علامت قرار دیتے ہیں، دوسری جانب قرآن کریم کا مطالعہ کیا جائے تو یہ واضح ہوگا کہ وہ عورتوں کے سماجی ومعاشی حقوق کی ضمانت دیتا ہے اور مردوں کو ان کی ادائیگی کی تاکید کرتا ہے: ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف (البقرہ/۱۷۳) (عورتوں کے لیے بھی معروف طریقہ پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے ان پر مردوں کے حقوق ہیں) یہ کتاب عزیز ان کی عزت وعفت کی پاسباں بھی ہے، اس کے تحفظ کے لیے اصول وضوابط وضع کرتی ہے اور لوگوں کے لیے ان کی پابندی کو ضروری قرار دیتی ہے، اسی نقطہ نظر سے خود عورتوں کو پردہ کا حکم دیتی ہے، مزید براں وہ عورتوں کی عزت وآبرو پر حملہ کرنے اور ان پر تہمت لگانے والوں کے لیے سخت ترین سزائیں مقرر کرتی ہے۔ اسی طرح قرآن مرد وزن میں مصنوعی مساوات کا قائل

نہیں دونوں کی فطری صلاحیتوں میں فرق اور ذمہ داریوں میں اختلاف کے پیش نظر سماجی و معاشی زندگی کے بعض معاملات میں ان کی حیثیت میں فرق روا رکھتا ہے۔ جو عین فطرت کے مطابق ہے۔ بلاشبہ قرآن کریم انسان کی آزادی رائے کا حامی ہے لیکن اس کی نظر میں اس کا استعمال کسی کی تضحیک، تنقیص وایذا رسانی کے لیے جائز نہیں۔ بالفاظ دیگر قرآن کی رو سے اظہار رائے کی آزادی بے لگام نہیں ہے یا رائے کی آزادی دلآزاری کا نام نہیں ہے، قرآن بہت ہی واضح لفظوں میں دوسروں کا مذاق اڑانے، ان کا نام بگاڑنے، ان کی عیب جوئی وغیبت کرنے، ان کے بارے میں قیاس آرائیاں کرنے اور انہیں حقیر سمجھنے کی ممانعت کی ہے (ملاحظہ فرمائیں: الحجرات/۱۱-۱۲، لقمان/ ۱۸، الہمزہ/۱)۔ جب کہ مغربی تہذیب سکھاتی ہے اور اس کے نمائندگان اپنے طرز عمل سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ آزادیٔ رائے کے نام پر دوسروں کی دل آزاری بالخصوص مسلمانوں کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈہ، اسلام، اسلامی شریعت اور قرآن کے خلاف زہر افشانی اور نبی رحمت حضرت محمد ﷺ کے لیے نازیبا الفاظ اور ہتک آمیز تاثرات کے اظہار میں کوئی حرج نہیں ہے۔ نہ تو اس باب میں حقوق انسانی کی رعایت حارج آتی ہے اور نہ علمی دیانت داری یا تحقیق وتفتیش کی ضرورت مانع ہوتی ہے۔

مغربی تہذیب کی جڑوں کو ہلا دینے والی مذکورہ بالا قرآنی ہدایات وتعلیمات کے علاوہ یہ کتاب عظیم اس تہذیب کے لیے اس وجہ سے بھی بہت بڑا چیلنج ہے کہ یہ اس کے علم برداروں کے مورثوں کی ضلالت، فکری انحراف، ذہنی پستی، بداعمالی اور اخلاقی خرابیوں کی تاریخ بیان کرتی ہے، یہ ان کی سرکشی اور حکم الٰہی سے بغاوت کے واقعات سناتی ہے اور بتاتی ہے کہ بنی اسرائیل یا قدیم اہل کتاب کیوں غضب الٰہی کے مستحق ہوئے، کن وجوہ سے طرح طرح کے عذاب میں مبتلا ہوئے اور ذلت وخواری سے دوچار ہوئے. اہم بات یہ کہ قرآن مبین ان سب باتوں کو ایسے کھلے ہوئے حقائق کے انداز میں بیان کرتا ہے کہ ان سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔ موجودہ زمانے کے یہود ونصاریٰ یا مغربی تہذیب کے مروجین ومبلغین کے لیے اصل حیرانی کی بات یہ ہے کہ جب وہ اس آئینہ میں اپنی تصویر

دیکھتے ہیں تو ان کے چہروں پر اس قدیم تصویر کے خدوخال صاف نظر آتے ہیں جس کی عکاسی قرآن نے کی ہے۔ قرآن مجید میں اہل کتاب کے عقاید میں فساد، کتاب الٰہی میں تحریف، حکم الٰہی سے روگردانی، کتمانِ حق ، انبیاء کی تکذیب، اہانت و ان کے قتل، خاتم النبیین محمد ﷺ اور ان پر نازل کی گئی کتاب عزیز کے تئیں ان کے ناقدانہ ومتنفرانہ رویہ کی وضاحت کی گئی ہے، یہ بات قابل غور ہے کہ اس کتاب میں یہود ونصاریٰ کی خدافراموشی، آخرت سے غفلت کوشی، دنیا پرستی ، ناشکری، خواہشات نفس کی پیروی، مادہ پرستی ، رشوت خوری، سود خوری، قانون الٰہی سے گریز کے لیے حیلہ تراشی، خیانت و عہد شکنی ، بہتان تراشی، قتل وغارتگری وفتنہ انگیزی، قومی ونسلی غرور اور ظلم و زیادتی وحرام خوری میں مقابلہ آرائی کے سلسلہ میں جو حقائق آشکارا کیے ہیں کیا مغربی تہذیب کے موجودہ رہنماؤں و نمائندوں پر منطبق نہیں ہوتے؟ متعلقہ تمام آیات کی نقل کرنے کی یہاں گنجائش نہیں ، مثال کے طور پر کچھ آیات ذیل میں درج کی جارہی ہیں:

آیات الٰہی کا انکار، قتل انبیاء، عصیان وعدوان:

وضربت علیهم الذلة والمسكنة وباء وا بغضب من الله ذالک بانهم كانوا يكفرون بآيات الله ويقتلون النبيين بغير الحق ، ذالک بما عصوا وكانوا يعتدون (البقرہ/۶۱)

اور ذلت وخواری ان پر مسلط ہوگئی اور وہ اللہ کے غضب میں گھر گئے ، یہ نتیجہ تھا اس کا کہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے تھے۔ یہ نتیجہ تھا اس کا کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حدودِ (شریعت) سے تجاوز کرتے تھے

حق کو خلط ملط کرنا اور چھپانا:

يا اهل الكتاب لم تلبسون الحق بالباطل وتكتمون الحق وانتم تعلمون (آل عمران/۷۱)

اے اہل کتاب تم کیوں حق کو باطل سے گڈمڈ کرتے ہو اور اسے چھپاتے ہو دراں حالیکہ تم اس کو جانتے ہیں

عہد شکنی:

او کلما عاھدوا عھداً نبذہ فریق منھم بل اکثر ھم لایومنون (البقرہ/۱۰۰)

کیا ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا رہا ہے کہ جب بھی انہوں نے کوئی عہد کیا تو ان میں سے ایک نہ ایک گروہ نے اسے پھینک دیا بلکہ ان میں سے اکثر اس پر سچے دل سے ایمان نہیں لائے۔

فبما نقضھم میثاقھم لعنّٰھم وجعلنا قلوبھم قٰسیۃً (المائدہ/۱۳)

پس ان کے اپنے عہد کو توڑ دینے کے سبب ہم نے ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا۔

کتاب الٰہی میں تحریف وتبدیلی:

یحرفون الکلم عن مواضعہ ونسوا حظا مما ذکروا (المائدہ/۱۳)

وہ کلامِ (الٰہی) کو اس کے موقع ومحل سے ہٹاتے ہیں اور جس چیز کی انہیں یاددہانی کرائی گئی تھی اس کا ایک حصہ وہ بھلا بیٹھے۔

فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللّٰہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلاً (البقرہ/۷۹)

پس تباہی ہے ان لوگوں کے لیے جو اپنے ہاتھوں سے کتاب (میں) لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں یہ اللہ کی جانب سے ہے تا کہ اس کے ذریعہ کچھ تھوڑا سا مال حاصل کر لیں۔

راہ حق سے روکنا اور گمراہی کی ترغیب دینا:

قل یا اھل الکتاب لم تصدون عن سبیل اللّٰہ من آمن تبغو نھا عوجاً وانتم شھداء (آل عمران/ ۹۹)

ان سے پوچھو! اے اہل کتاب تم لوگ کیوں اللہ کے راستہ سے روکتے ہو ان لوگوں کو جو ایمان لائے، چاہتے ہو کہ وہ ٹیڑھی راہ اختیار کریں جب کہ تم خود (اس کے حق ہونے پر) گواہ ہو۔

سود خوری وحرام مال کا کثرت سے استعمال:

فبظلم من الذين هادوا حرمنا عليهم طيبات احلت لهم وبصدهم عن سبيل الله كثيراً واخذهم الربا وقدنهو اعنه واكلهم اموال الناس بالباطل (النساء/۱۶۱)

پس یہودیوں کی ظلم وزیادتی کی بناپر اور اللہ کے راستہ سے روکنے کی بناپر اور سود لینے کی وجہ سے جب کہ انہیں اس سے منع کیا گیا تھا اور لوگوں کے مال ناجائز طریقہ سے کھانے کی وجہ سے ہم نے بہت سی پاک چیزیں ان پر حرام کردیں جو پہلے ان کے لیے حلال تھیں۔

سماعون لِلكذب اكالون للسحت (المائدہ/۴۲)

یہ خوب جھوٹ بولنے والے ہیں اور خوب حرام مال کھانے والے ہیں۔

اتہام و بہتان طرازی:

بل طبع الله عليها بكفرهم فلا يومنون الا قليلاً وبكفرهم وقولهم على مريم بهتانا عظيما (النساء/ ۱۵۵-۱۵۶)

بلکہ اللہ نے ان کے کفر کے سبب ان (کے دلوں) پر مہر لگادی ہے تو وہ کم ہی ایمان لائیں گے بوجہ ان کے کفر کے اور بوجہ ان کے مریم پر ایک بہتان عظیم لگانے۔

نفاق:

واذا لَقوا الذين آمنوا قالو آمنّا واذا خلا بعضهم الىٰ بعض قالوا اتحدثونهم بما فتح الله عليكم ليحاجوكم به عند ربكم افلا تعقلون (البقرہ/۷۶)

اور جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم بھی ایمان لائے اور جب آپس میں ایک دوسرے سے تنہائی میں ملتے ہیں تو کہتے ہیں کیا تم لوگ ان لوگوں (مومنوں) کو وہ باتیں بتاتے ہو جو اللہ نے تم پر کھولی ہیں تاکہ تمہارے رب کے پاس تمہارے مقابلہ میں بطور حجت پیش کرسکیں۔

قومی ونسلی برتری کا احساس واظہار:

قالت الیھود والنصاریٰ نحن ابناء اللّٰہ واحباء ہ (المائدہ/ ۱۸)

یہود ونصاریٰ کہتے ہیں ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب بندے ہیں۔

وقالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھوداً او نصاریٰ. تلک امانیھم (البقرہ/ ۱۱۱-۱۱۲)

وہ کہتے ہیں کہ جنت میں وہی داخل ہوں گے جو یہود ونصاریٰ ہیں۔ یہ محض ان کی تمنائیں ہیں (جوان کے انبیاء کے خاندان سے ہونے کے احساسِ برتری پر مبنی ہیں)۔

فساد برپا کرنا اور بدامنی پھیلانا:

کلما اوقدوانارا للحرب اطفأھا اللّٰہ ویسعون فی الارض فساداً (المائدہ/ ۶۴)

جب جب یہ جنگ کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اس کو ٹھنڈا کرتا ہے، یہ زمین میں فساد پھیلانے کی بھاگ دوڑ میں لگے رہتے ہیں۔

واذا قیل لھم لاتفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون الا انھم ھم المفسدون ولکن لایشعرون (البقرہ/ ۱۱-۱۲)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد مت مچاؤ تو کہتے ہیں ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔ جان لو وہ تو فساد برپا کرنے والے ہیں۔ مگر وہ محسوس نہیں کررہے ہیں۔

یہاں یہ وضاحت مناسب معلوم ہوتی ہے کہ قرآن کریم میں اہل کتاب کے عقاید، کردار اور اخلاق کی خرابی کے سلسلہ میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس سے مقصود نزول قرآن کے زمانہ یا بعد کے یہود ونصاریٰ کو متنبہ کرنا، انہیں اصلاحِ احوال کی دعوت دینا اور قرآن کے دکھائے ہوئے راستہ کی طرف بلانا ہے جو اصل دین ہے، اسی کے ساتھ مسلمانوں کو اس جانب متوجہ کرنا ہے کہ وہ اہل کتاب کے واقعات سے سبق لیں، جن برائیوں وجرائم میں وہ مبتلا ہوگئے تھے ان سے اپنے آپ کو کلی طور پر بچائیں ورنہ وہ بھی

انہی کی طرح انجام بد سے دوچار ہوں گے۔ اس ضمن میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ قرآن میں نہ صرف اشارتاً بلکہ صریح انداز میں آخری نبی ﷺ کے امتیوں کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ انہیں یہود ونصاریٰ (اور موجودہ صورتحال میں مغربی تہذیب کے رہنما وترجمان) کے تئیں کیا رویہ اختیار کرنا چاہئیے :

اول یہ کہ وہ انہیں اپنا گہرا دوست، محرم راز وسرپرست نہ بنائیں، ارشاد ربانی ہے:

یا ایھا الذین آمنوا لاتتخذوا	اے ایمان والو یہود ونصاریٰ کو اپنا دوست
الیھود والنصاریٰ اولیاء بعضھم	نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے
اولیاء بعض (المائدہ/۵۱)	دوست ہیں۔

یہاں یہ واضح رہے کہ قرآن اہل کتاب سے عام انسانی تعلقات قائم کرنے سے منع نہیں کرتا بلکہ وہ تو اپنے ماننے والوں کو سخت ترین دشمنوں سے بھی انہیں برتنے کی واضح ہدایت دیتا ہے۔

دوسرے یہ کہ مسلمان اپنے آپ کو اہل کتاب کی سب سے بڑی خرابی (خدافراموشی) سے پوری طرح دور رکھیں اس لیے کہ یہ عقیدہ وعمل کے بگاڑ کا ذریعہ بنتی ہے جو آخرکار انسان کو گنہ گار بنادیتی ہے. اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولا تکونوا کالذین نسوا اللّٰہ	تم ان لوگوں کی طرح نہ ہوجاؤ جو اللہ کو
فانساھم انفسھم . اولئک ھم	بھول گئے پس اللہ نے انہیں اپنے آپ سے
الفٰسقون (الحشر/۱۹)	غافل کردیا۔ یہی لوگ اصلاً گنہ گار ہیں۔

تیسرے یہ کہ وہ قرآن کریم سے اپنا تعلق مضبوط رکھیں اور اس سے رجوع کرتے رہیں، وہ ان ''اہل کتاب'' کی طرح نہ ہوجائیں جنہوں نے کتاب الٰہی کو پس پشت ڈال دیا یا پھر اس کے احکام میں تبدیلی پیدا کردی اور نتیجہ کے طور پر وہ طرح طرح کے فسق وفجور میں مبتلا ہوگئے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبهم لذکر الله ومانزل من الحق ولایکونوا کالذین اوتوا الکتاب من قبل فطال علیهم الامد فقست قلوبهم و کثیر منهم فاسقون (الحدید/ ۱۶)	کیا مومنین کے لیے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے پگھلیں اور اس کے نازل کردہ حق (قرآن) کے آگے جھکیں اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی تھی، پھر ایک لمبی مدت ان پر گزر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے اکثر فاسق ہو گئے۔

چوتھے یہ کہ وہ آپس میں متحد و متفق رہیں اور اہل کتاب کی طرح اختلاف و افتراق کا شکار ہو کر بہت سارے گروہوں وفرقوں میں نہ بٹ جائیں یہاں تک کہ ان کی ہوا اکھڑ جائے .اللہ تعالیٰ ان الفاظ میں انہیں نصیحت فرماتا ہے۔

ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ماجاء هم البیّنات واولئک لهم عذاب عظیم. (آل عمران/ ۱۰۵)	اور تم لوگ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو فرقوں میں بٹ گئے اور واضح ہدایات آنے کے بعد پھر اختلاف میں مبتلا ہوئے ،ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

پانچویں یہ کہ اہل اسلام کسی بھی مسئلہ میں دین وشریعت کے خلاف یہود و نصاریٰ کی اتباع کا خیال ذہن میں نہ لائیں اور نہ کسی معاملہ میں ان کے سامنے سپردگی کا رویہ اختیار کریں اس لیے کہ وہ جزوی پیروی ۔سے راضی نہ ہوں گے وہ تو چاہیں گے کہ مسلمان اپنا دین وایمان بالائے طاق رکھ کر ان کے پیچھے پیچھے چلنے والے بن جائیں

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو متنبہ فرماتا ہے:

ولن ترضی عنک الیهود ولاالنصاری حتی تتبع ملّتهم قل ان هدی الله هو الهدیٰ (البقرہ/۱۲۰)	یہودی وعیسائی تم سے ہرگز نہ راضی ہوں گے جب تک تم ان کے طریقہ پر نہ چلنے لگو. کہہ دو اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے۔

مزید براں بہت ہی صاف لفظوں میں اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا ہے کہ ان کی

فرمانبرداری ایمان کے لیے خطرہ سے خالی نہیں۔

یا ایھا الذین آمنوا ان تطیعوا فریقاً من الذین اوتوا الکتاب یردوکمّ بعد ایمانکم کافرین . (آل عمران/۱۰۰)	اے ایمان والو اگر تم اہل کتاب میں سے ایک گروہ کی فرمانبرداری کروگے تو پھر یہ تمہیں ایمان سے کفر کی طرف پلٹا دیں گے۔

بعض مسلم ممالک میں ان قرآنی ہدایات کے خلاف جو طرز عمل اختیار کیا جا رہا ہے اس کے خطرناک و تکلیف دہ نتائج سے ہر باشعور مسلمان واقف ہے ان کی تفصیل میں جانے کا یہاں موقع نہیں ہے۔

ان سب کے علاوہ اہل کتاب خاص طور سے یہودیوں کے سلسلہ میں قرآن سے مسلمانوں کو ایک اہم سبق یہ ملتا ہے کہ وہ ان سے اپنے آپ کو ہر وقت چوکنا رکھیں، ان سے تعلقات و معاملات میں انتہائی ہوشیاری وفراست کا ثبوت دیں اس لیے کہ یہ مسلم دشمنی میں سب سے زیادہ آگے بڑھے ہوئے ہیں، اہل اسلام کو نقصان پہنچانے یا انہیں اذیت میں مبتلا کرنے کا کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑتے، قرآن کی اس آیت سے یہی حقیقت آشکارا ہوتی ہے:

ولتجدن اشد الناس عداوةً للذین آمنوا الیھود والذین اشرکوا (المائدہ/۸۲)	تم ایمان والوں کی دشمنی میں سب سے زیادہ سخت یہود ومشرکین کو پاؤ گے۔

موجودہ دور میں مسلمانوں کے تئیں اہل مغرب کے رویہ کی روشنی میں اس آیت پر غور کیا جائے تو اس کی صداقت وحقانیت اور زیادہ واضح ہو جائے گی۔

اس میں شبہ نہیں کہ اس وقت اسلام، قرآن وشریعت کے خلاف پروپیگنڈہ اور مسلم دشمنی میں امریکہ سرِفہرست ہے لیکن یہ پتہ لگانے میں کسی تحقیق کی ضرورت نہیں کہ امریکہ کی مسلم دشمنی میں اصلاً کس کی ذہنیت کارفرما ہے اور مسلمانوں کے ساتھ جارحیت و بربریت کے مظاہرہ میں کون سی لابی اپنا اثر دکھارہی ہے۔ آجکل دنیا کے مختلف حصوں میں مسلمانوں کے خلاف جو سازشیں رچی جاتی ہیں، اسلام پسندوں کی جان و مال کی تباہی کے جو منصوبے بنائے جاتے ہیں یا روبعمل لائے جاتے ہیں، قرآن شریف کی بے حرمتی

اور رسول اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کے جو دل آزار واقعات رونما ہوتے ہیں، کسی بھی مسلم ملک میں نفاذ شریعت کی کوششوں کو دبانے کے لیے جو ہنگامہ برپا ہوتا ہے، بالخصوص اسلام میں عورتوں وغیر مسلموں کے حقوق کے خلاف میڈیا کے ذریعہ خوف و دہشت کا جو ماحول گرم کیا جاتا ہے، دینی مدارس کے خلاف جو زہریلے پروپیگنڈے جاری رہتے ہیں اور کسی ابھرتے ہوئے مسلم پاور کو ختم کرنے کے لیے جھوٹے بہانوں سے فوج کشی کی جاتی ہے اور جان و مال و عزت کی تباہی کا جو گھناؤنا کھیل کھیلا جاتا ہے یہ درحقیقت یہودی سوچ و صہیونی ذہن کی پیداوار ہے جو نصاریٰ کی پرزور وکالت اور سرگرم حمایت سے برگ و بار لاتی ہے اور اپنا مسموم اثر دکھاتی ہے۔ ان سب کے باوجود اِن عناصر کے لیے دردِ سر یہ ہے کہ خود مغرب میں قرآن اپنا اثر دکھا رہا ہے اور اسلام کی قبولیت کے واقعات بڑھ رہے ہیں۔

مختصر یہ کہ قرآن مجید کے مغربی تہذیب کے لیے ایک عظیم چیلنج ہونے کو اہل مغرب نہ صرف یہ کہ محسوس کرتے ہیں بلکہ اس پر اپنا غم وغصہ، حیرانی و ردعمل اپنی تقریروں، تحریروں اور کارستانیوں کے ذریعہ ظاہر کرتے رہتے ہیں اور اس کا نشانہ خاص طور سے اسلام پسندوں یا ان مسلمانوں کو بناتے ہیں جو قرآنی فکر کو عملی طور پر برتنے کی کوشش کرتے ہیں اور دوسروں میں اس کی اشاعت کرتے ہیں یا وہ ان کتابوں و اداروں کے خلاف محاذ قائم کرتے ہیں جو قرآنی فکر کی پختگی و ترویج کا ذریعہ بنتے ہیں اور افراد سازی کرتے ہیں واقعہ یہ کہ مغربی تہذیب کے نمائندے اچھی طرح یہ بات سمجھ گئے ہیں کہ مسلمانوں کی فکر کا اصل سرچشمہ قرآن حکیم ہے جسے روانی اس کی تعلیمات کے مجسم پیکر حضور اقدس ﷺ کے اسوۂ مبارک سے ملتی ہے۔ اس لیے اگر اِن سے مسلمانوں کا تعلق کمزور کردیا جائے تو ان کی تہذیب کی راہ میں اور کوئی چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ اس تہذیب کے رہنماؤں کے تحت الشعور میں یہ بات بیٹھ چکی ہے کہ اس کے لیے سب بڑا چیلنج مسلمانوں کا قرآن و سنت پر کاربند رہنا اور غیر مسلموں کا قرآنی تعلیمات و اسوہ نبیؐ سے متاثر ہونا ہے۔ اس وجہ سے وہ خاص طور سے دو محاذوں پر اپنی مہم میں سرگرم ہیں۔ اول یہ کہ مختلف طریقے بالخصوص جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعہ مسلمانوں میں مغربی تہذیب کو پھیلانا اور ایسے لبھانے والے

انداز میں اسے پیش کرنا کہ وہ اس کو قبول کرلیں اور قرآن وسنت سے ایسا غافل ہو جائیں کہ اس تہذیب کی مخالفت یا اس کے خلاف مدافعت کی حس بھی ختم ہو جائے یا کمزور ہو جائے۔ دوم اسلام، اسلامی شریعت، قرآن کریم اور نبی کریم ﷺ کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈہ کرنا اور دنیا کو یہ باور کرانے کے لیے ہر حربہ اختیار کرنا ہے کہ ان کی پیروی میں انسانی حقوق کی پامالی اور دوسرے مذاہب والوں کے ساتھ ناانصافی ہے، عورتوں کے حقوق پر ڈاکہ زنی اور آزادیِ رائے کا خون ہے، جمہوریت کا قتل اور انسانی تمدن کی ترقی کو پیچھے لوٹانا ہے، تشدد وخوں ریزی کو بڑھاوا دینا اور عالمی امن کو خطرہ میں ڈالنا ہے، خلاصہ یہ کہ اس میں انسانیت کی تباہی ہے۔ یہ بات بخوبی معروف ہے کہ قرآن کے تصور جہاد و قتال فی سبیل اللہ کو من گھڑت انداز میں فساد وخوں ریزی کی جڑ قرار دینا، رحمۃ للعالمین حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات سے جنگ جوئی وتشدد منسوب کرنا، ''فرقان الحق'' کے نام سے جعلی قرآن مشتہر کرنا، مدارس وجامعات کے نصاب سے قرآن کی کچھ مخصوص آیات خارج کردینے کے لیے مسلم ممالک پر زور ڈالنا اور مدارس کو کٹر پنتھی ودہشت گردی کی تعلیم و تربیت کا اڈہ یا دہشت گردوں کی فیکٹری قرار دینا دراصل اسی مہم کا ایک حصہ ہے۔

حقیقت یہ کہ مغربی تہذیب کے لیے قرآن کا چیلنج اور سخت و دشوار تر ہوسکتا ہے اگر مسلمان سچے دل سے قرآنی احکام وتعلیمات پر عمل کرنے والے اور سنتِ نبویؐ کے پیرو بن جائیں اور دل ودماغ سے اس تباہ کن تہذیب کے اثرات کھرچ کر پھینک دیں، اس کے علم برداروں کی تحریصات وترغیبات کو ٹھکرادیں اور ان کی دھمکیوں اور ظالمانہ کارروائیوں کا پامردی سے مقابلہ کریں، اس سے شاید ہی کسی کو انکار ہو کہ موجودہ صورت حال میں اس بات کی ضرورت بڑھتی جارہی ہے کہ مسلمان مغربی تہذیب کی خرابیوں اور تباہ کاریوں کو خود بھی سمجھیں اور اس کے خلاف عام لوگوں کا احساس بھی بیدار کریں۔ خیر امت اور شہادت حق کے مکلّف ہونے کی حیثیت سے دنیا کو بتائیں کہ یہ تہذیب کشش تو رکھتی ہے لیکن نہایت مضر ہے، بظاہر لوگوں کو خوشی وآرام کا سبز باغ دکھاتی ہے لیکن ان کے سکون وامن کی غارتگر ہے، انہیں ترقی وکامیاب زندگی کا مژدہ سناتی ہے لیکن وہ اصلاً انہیں

ناکامی وتباہی کے غار میں ڈھکیلنے والی ہے۔ وقت کا دوسرا تقاضا یہ ہے کہ اہل اسلام اپنے قول سے یہ واضح کریں اور عمل سے یہ ثابت کریں کہ اسلام دینِ رحمت، قرآن کریم پیغامِ رحمت اور سنتِ رسول ﷺ اسوۂ رحمت ہے، تیسرے پورے دلائل وشواہد کے ساتھ دنیا کے سامنے یہ حقیقت بے نقاب کریں کہ اس پیغام رحمت کو قبول کرنے میں نہ صرف امتِ مسلمہ بلکہ پوری انسانیت کی بھلائی ہے اور اس پر خاص زور دیں کہ اہل مغرب کی خیر و فلاح بھی اسی پر منحصر ہے جیسا کہ قرآن نے مختلف مقامات پر اہل کتاب کو اس حقیقت کو قبول کرنے کی دعوت دی ہے، چوتھے یہ کہ اہل مغرب میں جو صالح عناصر وسلیم الطبع لوگ ہیں اور مسلمانوں کے کاز سے دلچسپی رکھتے ہیں اور خود مغربی تہذیب سے متنفر ہیں (یہود و نصاریٰ میں ایسی صالح طبیعت کے لوگ نزول قرآن کے زمانہ میں اور پہلے بھی رہے ہیں جنہیں قرآن نے ''امۃ قائمۃ'' یا ''امۃ مقتصدۃ'' سے تعبیر کیا ہے) ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان ان سے قربت پیدا کریں، ان کی حمایت وتائید میں آگے آئیں اور قرآن کے پیغام ہدایت ورحمت سے انہیں مزید مانوس کریں، پانچویں یہ کہ مغربی تہذیب کی یلغار کو روکنے اور قرآن کے پیغام کو عام کرنے کے لیے عالمِ اسلام میں اتحاد واتفاق کی اشد ضرورت ہے۔ مسلمانوں کا باہمی اختلاف مغرب کے اثر ونفوذ کو اور بڑھا رہا ہے اور مسلم ممالک میں مغربی نظام وتمدن کی جڑیں مضبوط کر رہا ہے۔ قرآن کریم میں بار بار اہل اسلام کو باہمی اختلاف ونزاع اور نفاق کے برے اثرات وخطرناک نتائج سے متنبہ کیا گیا ہے اور انہیں اعتصام بحبل اللہ کے اصول کے تحت متحد ومتفق رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اللہ کرے اس کا یہ فرمان مقدس وپُر حکمت ہم سب کے دل ودماغ میں رچ بس جائے اور اسے دوسروں تک موثر انداز میں پہونچانے کی ہمیں توفیق نصیب ہو:

هذا كتاب انزلنه مبارك فاتبعوه واتقوا لعلكم ترحمون (الانعام/۱۵۵)

یہ کتاب ہے جو ہم نے اتاری ہے سراپا خیروبرکت ہے تو اس کی پیروی کرو اور تقویٰ اختیار کرو کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اللهم وَفّقنا لما تحب وترضى۔